اُردو زبان اور قائدِ اعظمؒ

کنیز فاطمہ

Kaneez Fatima

Scholar M. Phil, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Urdu is our national language. Qaid e Azam Muhammad Ali was in fovour of implementation of Urdu. In his many speeches he openly emphasises on Urdu as official language as well as national language. He considered it as symbol of our civilization and culture .This article proves above mentioned thesis with refrences.

زبان کیا ہے؟ ترسیلِ خیالات کا ذریعہ ہے، اظہار کا آئینہ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کسی قوم کے تہذیب وتمدن، ادب وثقافت، ذہنی وفکری اور ملی وقومی اقدار وروایات کی علمبردار ہے۔ کسی خاص زبان میں اُس کی تہذیبی ترویج وتشکیل کی منزل ملتی ہے۔ لہٰذا یہ طے شدہ بات ہے کہ زبان صرف ایک Mediam ہی نہیں بلکہ یہ قوم کا نمایاں ترین ورثہ ہے جو صدیوں کی کوکھ سے جنم لیتا ہے اور جس کی پرورش وتربیت میں زمینی وزمانی اسباب وعلل کارفرما ہوتے ہیں۔

زبانیں خلا میں تخلیق نہیں پاتی ہیں۔ یہ انسانوں کے باہمی ربط، معاشی اور معاشرتی تعلقات اور تہذیبی وسماجی میل جول سے وجود میں آتی ہیں۔ زبان کے معتبر اور وقیع ہونے کی نمایاں دلیل یہی ہے کہ اس میں سب ارضی وسماوی قول وفعل، جذباتی واحساساتی مسائل وافکار کا وسیع خزانہ موجود ہوتا ہے۔ جو انسانی عظمت کا غماز ہوتا ہے اور جس کے زیرِ اثر ایک پورا نظام زندگی تصرف میں آتا ہے۔

اُردو بھی ایک ایسی ہی زبان ہے۔ جو ہندوستان کے مختلف خطوں میں آباد مختلف النوع نسلی ومذہبی مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے باہمی میل جول کے نتیجے میں تخلیق ہوئی۔ اس ضمن میں یہ امر واقعہ ہے کہ مسلم سیاحین اور مبلغین، تجار وسلاطین کے عہد میں اس زبان کی ولادت ہوئی لیکن اس کی ساخت پرداخت میں ہندوستان کی دیگر اقوام کی حصہ داری بلاتعصب مصدقہ ومسلمہ ہے۔

ہندوستان شروع ہی سے کثیر اللسانی ایک ایسا خطہ تھا جو قدیم ترین زبانوں کا مولّد رہا۔ قدیم ترین دراڑوی، سنسکرت، اپ بھرش، زبانوں سے لے کر گجراتی، ماروی، پنجابی اور ہندی ایسی زبانیں ہیں جو اس سرزمین کے خمیر سے پیدا ہوئی ہیں اور جن میں ہر عہد میں ایک فطری وقدرتی اور تعمیری تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ اُردو بھی ریختہ، اردوئے معلیٰ، ہندوستانی زبان اور اُردو تک کے سفر میں

مختلف نشیب وفراز سے گزرتی ہوئی اپنے عظیم تخلیقی مشن کو پورا کرتی ہے اور خصوصاً مسلم سلاطین وشہنشاہان کے ادوارِ حکومت میں اس کی ترویج وترقی میں نمایاں ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ہماری نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے لٹریچر اسے نظریۂ پاکستان کی اساس قرار دیتا ہے اور اس میں مسلمانوں کی تہذیبی وثقافتی برتری کا احساس پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ان صوفیاء کا کردار بھی اہم مقام کا حامل ہے جنھوں نے مقامی زبانوں میں اپنے نظریاتی واخلاقی پیش منظر کو واضح کیا اور مقامی آبادی کو اسلام کے فکری نظام سے متعارف کرانے کی اہم ذمہ داری ادا کی۔

قیامِ پاکستان میں اُردو زبان کا کردار ایک علیحدہ موضوع کی وسعت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہاں ہم قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کی اُردو زبان سے قلبی اور سیاسی وابستگی کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کو اُردو زبان سے لگاؤ اس لیے تھا کہ وہ اسے ہندوستان بھر میں اسلامی تہذیب، اسلامی ثقافت اور اسلامی اقدار کی امین زبان قرار دیتے تھے۔ اس خیال کو مزید تقویت اس وقت ملتی ہے جب ۱۸۶۸ء میں ہندوؤں نے منظم سازش کے تحت اُردو اور اس کے فارسی رسم الخط کو ختم کر کے بھاشا اور دیوناگری رسم الخط رائج کرنا چاہا اس کے نتیجے میں سر سید احمد خان جیسا ہندو مسلم اتحاد کا داعی بھی ہندووانہ تعصب سے آگاہ ہو کر اُردو زبان کے دفاع کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے اور اپنی کاوشوں سے اس سازش کو ناکام بناتا ہے۔ ہندوؤں نے ابتدا سے ہی مسلم دشمنی کی بنا پر اُردو زبان پر حملے کئے لیکن ہر بار مسلمانوں کے شدید ردِ عمل کی بنا پر اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مشہور مستشرق گارساں دتاسی کے بقول:

> ''ہندو اپنے تعصب کی وجہ سے ہر ایک ایسے امر کے مزاحم ہوتے ہیں جو ان کو مسلمانوں کی حکومت کا زمانہ یاد دلائے۔'' (۱)

قائدِ اعظم نے اس حقیقت کو خوب پہچانا اور اپنے چودہ نکات کی شق نمبر ۱۲ میں بجا طور پر تحریر کیا۔

''دستورِ اساس میں ایسے تحفظات رکھے جائیں جن کی رُو سے اسلامی کلچر، اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت و ترقی اور مسلمانوں کی تعلیم وزبان، رسم الخط اور مذہبی پرسنل لاء اور اسلامی اداروں کی ترقی وحمایت کے لئے حکومت اور حکومت کے دوسرے اداروں سے گرانٹ میں مناسب حصہ حاصل کیا جائے۔''

یہ امر قابلِ غور ہے کہ قائدِ اعظم نے جب بھی اُردو زبان کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے اسے تہذیب وتمدن اور اسلامی اقدار وروایات کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ اقتباس ملاحظہ ہو: ''ہم ایک قوم ہیں اور ہماری ثقافت وتہذیب ہماری اپنی ہے۔ ہماری اپنی زبان ہے، ہمارا اپنا ادب ہے، ہمارا اپنا فن ہے اور ہم اپنے فنِ تعمیر پر ناز کرتے ہیں۔''

جولائی 1942ء

قائدِ محترم کی یہ سوچ ہی ہندوازم کی نمائندہ اور مسلم آزار بندے ماترم ترانے کی ہندی زبان کے مقابلے میں اُردو زبان کو مسلمانوں کی اقدار وروایات کی امین زبان قرار دینے کا باعث بنتی

ہے۔ جب ۱۹۳۷ء میں کانگریس نے مختلف صوبوں میں حکومتیں بنالیں تو اس زمانہ میں گاندھی جی نے یہ بیان دیا: ''اُردو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے، قرآنی حروف میں لکھی جاتی ہے، مسلمان بادشاہوں نے اسے اپنے زمانۂ حکومت میں بنایا اور پھیلایا ہے۔''

اس صورت حال میں قائدِاعظم نے اُردو زبان کو اگر مسلم تہذیب وثقافت کی علمبردار زبان قرار دیا تو بروقت اور برمحل فیصلہ کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں دولسانی کشمکش جو اُردو ہندی قضیئے کی صورت میں جاری رہی، تقسیمِ بنگال سے بھی پہلے یہ حقیقت فاش ہو چکی تھی کہ ہندو صرف اس لئے اُردو کشی چاہتے ہیں کہ اسے مسلم تہذیب کی نمائندہ زبان سمجھتے ہیں اور وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہندو مسلم دو الگ قومیں ہیں لیکن ان کے مابین سیاسی مفاہمت چونکہ ہندو علمداری اور ہندو راج کے لئے ضروری تھی اس لئے وہ جغرافیائی بنیاد پر متحد ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کو شامل کر کے اپنے تعصب کی بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے۔ جبکہ ہمارے قائد نے واضح کر دیا: ''ہمارا مذہبی فلسفہ، ہماری معاشرتی تقریبات اور رسمیں اور ہمارے تخلیقی اظہار کی راہیں مختلف ہیں...... ہماری تہذیب الگ اور ممتاز ہے۔''

لاہور: ۲۳ / مارچ ۱۹۴۱ء

یہی وہ تفاوت ہے جو دوقومی نظریہ کا باعث بنا اور اس میں لسانی اساس کا نمایاں حصہ ہے۔ بقول جیلانی کامران:

> ''اکثریت کا جبر اور تسلط...... ایک ایسا سیاسی اور عمرانی منظر ہے جسے صرف دو قومی نظریے کی مدد سے جمہوری طریقِ کار سے منہا کیا جا سکتا ہے۔'' (۲)

تشکیل پاکستان میں دو بنیادی عوامل کارفرما رہے ہیں جن میں ایک مذہب اور دوسرے زبان یعنی اُردو جو اسلامی تہذیب وتمدن کی امین ہے۔ (۳)

اُردو زبان کو پاکستان کی قومی وسرکاری زبان قرار دینے کا فیصلہ دو اہم بنیادوں پر استوار ہے۔ سب سے پہلی بنیاد جو درحقیقت نظریہ پاکستان کی بھی بنیاد بنتی ہے وہ اُردو زبان میں مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور فکری وعلمی احیاء ہے جس کی بنا پر ہندوؤں نے اس زبان کو ناپید کرنے کی بھرپور سازش کی لیکن مسلم زعما کی ردِعمل کی تحریکات اور کاوشوں نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا۔

دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد لسانی وعلاقائی تعصّبات کا خاتمہ ایک اہم فریضہ تھا جسے قائدِاعظم نے پورا کیا اور اپنی مختلف تقاریر میں اس بارے میں وضاحت فرمائی۔ کوئٹہ میں شہری سپاسنامہ کے جواب میں آپ نے فرمایا:

> ''اب تو ہم سب پاکستانی ہیں، ہم نہ بلوچی ہیں نہ پٹھان ہیں نہ سندھی ہیں نہ بنگالی، نہ پنجابی۔ ہمارے احساسات اور طرزِ عمل بھی پاکستانیوں جیسے ہونے چاہئیں اور ہمیں چاہئے کہ بجائے کسی اور نام کے صرف پاکستانی کہلائے جانے

پر فخر محسوس کریں۔''(۴)

انہی دووجوہ کی روشنی میں قائدِاعظم نے اپنی دوراندیشی اور مدبرانہ سوچ کے تحت واضح الفاظ میں اُردوزبان کی قومی حیثیت کا باقاعدہ اعلان کردیا اور اس سلسلے میں پیدا شدہ تمام خدشات دور کردیے، انہوں نے فرمایا:

''میں آپ کو صاف طور پر بتادوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی اور صرف اُردو۔ جو کوئی آپ کو غلط راستہ پر ڈالے، وہ پاکستان کا دشمن ہے ایک مشترکہ قومی زبان کے بغیر کوئی قوم باہم متحد نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی کام کرسکتی ہے۔'' (۵)

اُردو کو قومی اور سرکاری زبان قرر دینے کا فیصلہ ہماری ملّی اور قومی اُمنگوں کا ترجمان فیصلہ ہے۔اس فیصلے کے عملی اظہار کو مہمیز کرنے کی ضرورت ہے۔اسے اپنی سرکاری زبان قرار دے کر اس میں ہر شعبۂ زندگی سے متعلق علم ودانش اور سائنسی وتکنیکی علوم وفنون کی ترویج وترقی اس زبان کو صحیح معنوں میں اس کا قومی مقام دلانے کی جانب سنجیدہ کوشش ہوسکتی ہے لیکن اپنے قومی اداروں اور رویوں کو نظرانداز کر دینے کا رجحان ہمارا قومی المیہ ہے اور ہم اس زبان کو بھی اس رویے کی وجہ سے اس کے جائز حق سے محروم کر رہے ہیں اور یوں ایک اہم فکری اور علمی اثاثے کو تباہ کر رہے ہین جو من حیث القوم ایک بہت بڑا نقصان ہے۔جس کے ہم متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔

اُردو ایک پاکیزہ اور لطیف زبان ہے جس کی چاشنی میں ماں دھرتی کی تاثیر ہے۔جس کے بطن میں ہماری تہذیبی عظمت کا راز پل رہا ہے اور جس کی گود میں ہمارے مستقبل کا سنہرا خواب پرورش پا رہا ہے۔ یہ قائدِاعظم کی روشن آنکھوں کا سنہرا خواب ہے جو اپنی تعبیر چاہتا ہے اور اس کی تعبیر ہی تعبیرِ پاکستان ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالستار صدیقی، گارساں دتاسی کے تمہیدی خطبے، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ص:۶

۲۔ جیلانی کامران، پروفیسر، قائدِاعظم اور آزادی کی تحریک، لاہور: مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، ۱۹۸۱ء، ص:۱۸۸

۳۔ صادق حسین، قائدِاعظم محمد علی جناحؒ - پاسبانِ ملت، راولپنڈی: راولپنڈی بک سینٹر، ۳۲۔حیدر روڈ، ص:۱۱۲

۴۔ رئیس احمد جعفری، کوئٹہ میں شہری سپاسنامہ، مرتبہ: خطباتِ قائدِاعظم، لاہور: مقبول اکیڈمی، چوک انارکلی، ۱۵/جون ۱۹۴۸ء، ۱۹۹۹ء، ص:۵۹

۵۔ ایضاً، ص:۵۸۶

☆......☆......☆